Rooh-e-Tahqeeq, Vol.04, No.01, Serial No. 11, January – March 2026

Theoretical Discussions and Scope of Civilization and Culture

تہذیب و ثقافت کے نظری مباحث اور دائرہ کار

Dr. Asifa Izzatullah
Assistant Professor, Department of Urdu, Minhaj University Lahore
asifaizzat.urdu@mul.edu.pk

Abstract:
This article presents a detailed discussion of the concepts of civilization, culture, and society, and examines their role in shaping human individual and collective life. It explains that human activities, social behavior, and ways of living are influenced by a wide range of cultural, moral, religious, intellectual, and social factors. The article defines civilization as the outward manifestation of organized human life, including social manners, customs, traditions, ethical conduct, political systems, and collective social practices. In contrast, culture is described as the intellectual, spiritual, artistic, and ideological expression of a society that reflects its beliefs, values, language, literature, arts, and worldview. Drawing on the perspectives of various scholars, critics, and cultural theorists, the article explores the meanings, evolution, and interrelationship of civilization, culture, and modern social development. It highlights that culture is not a static phenomenon but a dynamic and evolving process shaped by historical experiences, environmental conditions, religion, language, and social interactions. The study further emphasizes that language and literature serve as important carriers of cultural identity and play a significant role in preserving traditions, collective memory, and national consciousness.The article also discusses the importance of customs, moral values, religion, festivals, arts, architecture, and social traditions as major components of cultural life. It argues that a strong civilization and culture contribute to social harmony, ethical stability, intellectual progress, and national identity. In conclusion, the study asserts that civilization and culture are inseparable elements of human society, and that literature and language remain essential tools for understanding, preserving, and promoting a nation's cultural heritage and collective consciousness.

Keywords:
Civilization, Culture, Society, Cultural Identity, Language, Literature, Social Values, Traditions, Cultural Heritage, Human Society

معاشرے کے اندر رہتے ہوئے انسان کی انفرادی اور اجتماعی سرسرگرمیاں مختلف طریقوں سے سرانجام پاتی ہے۔ اس کے لیے تہذیب، ثقافت اور تمدن کی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں۔ تہذیب، ثقافت اور تمدن عربی زبان کے ایسے لفظ ہیں جو اُردو زبان میں بھی رائج ہیں۔ تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مادہ "ھ۔ذ۔ب" ہے۔ جس کے معنی اصلاح کرنا، پاک کرنا، صفائی اور آراستگی کے ہیں۔ تہذیب کا تعلق انسانی زندگی کے ظاہری پہلوؤں بالخصوص رکھ رکھاؤ اور سلیقے سے ہے۔ تہذیب اگرچہ ایک پانچ حرفی لفظ ہے لیکن اس پانچ حرفی لفظ کے ساتھ مفہوم و معنی کا ایک وسیع سلسلہ ہے جس میں انسانی زندگی سے منسلک رسم ورواج، طرزِ حیات، فنون لطیفہ، سماجی رویے، آداب، گفتگو، نشست و برخاست، فکر و افکار، مذہب وفلسفہ، معاشرت، انسان، دوستی، انسانی رویے غرض ہر چیز جو معاشرے میں زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے شامل ہے اور

تہذیب کے ساتھ ثقافت بھی زندگی کا بنیادی جزو قرار پاتی ہے۔ تہذیب کا لفظ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔اگر انگریزی لفظ civilization پر غور کیا جائے تو تہذیب کا مفہوم سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ civilization کا لفظ civitas سے مشتق ہے لفظ city بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے۔اس کے مفہوم میں معاشروں کی مجموعی زندگی کا طویل عمل کارفرما ہے۔انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں civilization کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

> Civilization is the process by which a society or place reaches an advanced stage of social and cultural development and orgnaization".(1)

سرسید احمد خان نے سب سے پہلے تہذیب کا لفظ استعمال کیا ہے۔تہذیب سے مراد طرزِ معاشرت بھی ہے۔ کہ لوگوں کا رہن سہن کیسا ہے ؟ان کی روایات کیا کیا ہیں ؟سیاست کے بارے میں ان کے خیالات کیا ہیں ؟مذہبی عقائد کون کون سے ہیں ؟یہ تمام پہلو تہذیب کے بنیادی عناصر کی عکاسی کرتے ہیں۔ڈاکٹر حسن اختر ملک تہذیب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں :

> ہم تہذیب کو مختصر الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو اسے طرزِ زندگی کا نام دے سکتے ہیں۔اس طرزِ زندگی میں لوگوں کا رہن سہن، سوچ، علوم وفنون، معیشت اور سیاست کے اصول شاعری اور موسیقی، روایات، مذہبی عقائد، زبان اور رسوم شامل ہیں۔(۲)

انسانی زندگی میں تہذیب بے حد اہمیت کی حامل ہے۔تہذیب اور ثقافت کا وجود بلاشبہ انسان اور اس کی زندگی کی مرہونِ منت ہے۔یعنی انسانی زندگی کے بغیر تہذیب کا ہونا ممکن نہیں اور نہ ہی انسان بغیر تہذیب کے انسان کہلاتا ہے۔تہذیب و ثقافت اس کرہ ارض پر انسانی بقاء کے لیے جزو لازم ہے۔ثقافت جو انسانی اذہان کی معرفت سے متعلق ہے کائنات میں انسانی افکار و نظریات کے حسین رنگ بکھیرتی ہے اور ان کی نشو نما اور ترقی اُسی وقت ممکن ہے جب کسی خطۂ ارض پر بستیاں اور شہر بسیں اور ان میں سکونت اور استقامت نظر آئے۔ایک معاشرے کے لیے تہذیب روح کی مانند ہے جو نہ صرف معاشرے کو زندہ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے بلکہ اس کو متحرک بھی رکھتی ہے۔تہذیب کی منتقلی نسل در نسل ہوتی ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی نے تہذیب و ثقافت کی تعریف کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> لفظ تہذیب کا ماخذ اور مادہ عربی ہے۔اس کا مطلب ہے پاک کرنا، اصلاح کرنا، آراستگی، شائستگی، انسانیت، سوسائٹی کے اصول اور رسم ورواج۔ کسی بھی معاشرے کی وہ اقدار جو شائستہ، آراستہ اور اخلاق کی پابند ہوں جس کے افراد نظم وضبط کے تحت زندگانی گزار رہے ہوں تہذیب کہلاتی ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی نے تہذیب و تمدن کو انگریزی لفظ civilization کا ہم معنی بتایا ہے اور کہا ہے کہ تہذیب اور تمدن انسانی معاشرے کی وہ کیفیت ہے جس کی امتیازی خصوصیات ذہنی و تکنیکی، تمدنی اور معاشرتی ترقی ہوتی ہے۔ تہذیبی ترقی کی بدولت حاصل شدہ آسائش مہذب بنانے، مہذب ہونے کا عمل ہے۔(۳)

تہذیب سے مراد ایسی معاشرتی ترتیب ہے جو کسی معاشرے میں ثقافت کی تخلیق کو فروغ دیتی ہے۔یہ کسی بھی براعظم یا کسی بھی رنگ و نسل میں ہو سکتی ہے۔کوئی بڑی نسل تہذیب کو پیدا نہیں کرتی بلکہ بڑی تہذیبیں نسلوں کو پیدا کرتی ہیں۔بنیادی طور پر چار عناصر ایسے ہیں جو تہذیب کی شکل بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

۱۔ معاشی بہم رسانی ۲۔ سیاسی تنظیم

۳۔ اخلاقی روایات ۴۔ علم و فن کی جستجو

یہ چاروں عناصر ایسے ہیں جو تہذیب کی شکل بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ تہذیب شہری زندگی کا تقاضا کرتی ہے اور یہی شہر اس کے اہم مظہر بھی ہوتے ہیں۔ ول ڈیورانٹ کے خیال کے مطابق کلچر زراعی معاشرے کی پیداوار ہے۔ اور اس سے جو دولت اور ذہانت پیدا ہوتی ہے۔ وہ شہروں میں تہذیب کے رنگ نکھارنے میں کام آتی ہے۔ کچھ ماہرین کے نزدیک کلچر اور تہذیب قریب قریب ہم معنی بھی ہیں۔ لیکن ان میں باریک فرق جو نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ تہذیبوں کی بنیاد میں ثقافت کا عنصر شامل ہوتا ہے اس لئے تہذیب کلچر کے بعد کا عمل ہے جیسے ول ڈیورانٹ نے کہا کہ کلچر زراعت کی پیداوار ہے۔(۴)

کچھ ایسے عناصر ہیں جو تہذیب کو متعین کرتے ہیں جیسے ارضیاتی حالات اور دوسرے جغرافیائی حالات، یہ دونوں عوامل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ارضیاتی حالات سے مراد بڑے بڑے زلزلے اور برفانی طوفان ہو سکتے ہیں جب کہ جغرافیائی حالات سے مراد سالانہ موسموں، درجہ حرارت اور بارشوں کی تبدیلی وغیرہ ہے۔ جسمانی یا حیاتیاتی حالات تہذیب کو مشکل نہیں کرتے بلکہ بعض باریک نفسیاتی عوامل ایسے ہوتے ہیں جو کلچر کے ساتھ مل کر تہذیب کو مشکل کرتے ہیں۔

جب کسی معاشرے کی تہذیب ترقی کر جاتی ہے تو ایک اعلیٰ سطح پر اس کی ثقافت وجود میں آتی ہے۔ کسی معاشرے کے کلچر یا ثقافت کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ ثقافت ایک ایسا کُل ہے جو سیکھا جاتا ہے، سماجی طور پر دوسروں تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ روایات، علم، مادی اشیاء اور قوتوں کے مجموعی مزاج پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں خیالات، اقدار، رواج اور روزمرہ کے استعمال کی چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ کلچر زمانہ قدیم کی تاریخ سے لے کر آج تک کے تمام انسانی تجربات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر سید عبد الباری کے مطابق:

> کلچر یا ثقافت دراصل جوہری اعتبار سے اس طریق فکر، اس نظریہ حیات اور اس معیار امتیاز و انتخاب کا نام ہے جو انسانوں کو کسی معتدبہ جماعت کے دل اور دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور جس کے زیر اثر وہ جماعت دنیا میں زندگی بسر کرنے کے مختلف طریقوں میں کسی خاص طریقہ کو اختیار کرتی ہے اور تمدن اسی خاص طرز زندگی کا نام ہے جو اس تہذیب کے زیر اثر اختیار کیا جاتا ہے۔(۵)

تہذیب دراصل انسان کی ذہنی، سماجی، اخلاقی، مادی اور روحانی کیفیت کے اظہار کا نام ہے۔ کسی بھی خطے یا علاقے کی ثقافت کی ترکیب میں صدیوں پرانے تہذیبی عوامل کارفرما ہوتے ہیں جن میں عہد بہ عہد تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ تہذیب سے مراد ایسی معاشرتی ترتیب ہے جو کسی معاشرے میں ثقافت کی تخلیق کو فروغ دیتی ہے۔ جب کسی معاشرے کی تہذیب ترقی کر جاتی ہے تو ایک اعلیٰ سطح پر اس کی ثقافت وجود میں آتی ہے۔ تہذیب ارتقائی عمل ہے جو کلچر کے بغیر پرورش نہیں پاتا۔ تہذیب و ثقافت کے متعلق اشفاق احمد لکھتے ہیں:

> تہذیب ایک طرح سے کینوس ہے جس پر تصویر و رنگ نمودار ہوتا ہے اس طرح کلچر کو اگر رنگ و تصویر سمجھ لیا جائے تو کینوس اس کے بغیر کچھ نہیں۔ کلچر زندگی ہے، حیات ہے۔ تہذیب ضابطہ ہے، عقیدت ہے، کلچر کا سارا دارومدار اس کی ساری بنیاد، اس کی ساری فاؤنڈیشن، اس کی ساری اساس، اس کے اعتقادات پر ہوتی ہے۔(۶)

تہذیب کی طرح ثقافت بھی عربی زبان لفظ ہے۔ جس کا مادہ ’ث۔ق۔ف ‘‘(ثقف) ہے۔ ثقافت کے معنی زیرکی دانائی یا کسی کام کو کرنے کی صداقت اور مہارت کے ہیں۔ ثقافت کے اصطلاحی معنی دیکھے جائے تو اس سے مراد مجموعی انسانی طرزِ حیات ہے۔ جو انسان سیکھنے کے بعد انجام دے۔ ثقافت ایک ایسی جامع اصطلاح ہے کہ اس میں طرزِ معاشرت کے سارے نمونے آجاتے ہیں۔ اس میں انسان کا رہن سہن، طور طریقے، انداز اور عادات شامل ہیں۔ ہر وہ کام جو انسان سیکھ کے انجام دے ثقافت کہلائے گا۔ ثقافت کا لفظ محض رقص و سرور کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں فنون لطیفہ، رسم ورواج، تہوار، میلے، میل جول، معاملات اور طرزِ معاشرت سبھی عناصر آتے ہیں۔ ثقافت کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

> دوسرا لفظ ثقافت ہے۔ لسان العرب میں اس کے معنی یہ بتائے گئے ہیں کہ علوم وفنون وادبیات پر قدرت و مہارت۔ کسی چیز کو تیزی سے سمجھ لینا اور اس میں مہارت حاصل کرنا، سیدھا کرنا گویا یہ لفظ ان چیزوں سے تعلق رکھتا ہے جن کا تعلق ہمارے ذہن سے ہے۔(۷)

ثقافت کا لفظ خود میں ایک مکمل کل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ثقافت سے انسان اپنے طرزِ عمل کا اظہار کرتا ہے۔ طرزِ عمل کے اظہار میں اس خاصیت کا ہونا بھی لازمی ہے کہ وہ معاشرے کے مختلف طبقوں میں یکساں ہو۔ چاہے وہ شادی بیاہ کی رسم ہو یا کھانا پکانے کا طریقہ یعنی ہر عمل میں یکسانیت کا پہلو ہو۔ ثقافت دراصل کسی ملک، خطے یا علاقے کے لوگوں کا مخصوص طرزِ حیات یا طرزِ رہائش ہے۔ یہ لوگوں کا وہ سرچشمۂ حیات ہے جس میں عقائد، آرٹ، اقدار ورسومات اور معاشرتی طریقہ کار سب ہی کچھ آتے ہیں۔ تہذیب و ثقافت کے متعلق سید احمد دہلوی فرہنگ آصفیہ میں لکھتے ہیں:

> ثقافت کے لفظ پر غور کیا جائے تو اس مفہوم کے کئی اور الفاظ بھی ہمارے ہاں رائج ہیں جو کم و بیش ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں۔ ان الفاظ میں کلچر، تہذیب اور تمدن شامل ہیں تاہم ان میں کلچر اور ثقافت معنوی اعتبار سے ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں جبکہ تہذیب civilization کا لفظ وسیع تر ابصاد کا حامل لفظ ہے۔ یہ لفظ عربی زبان سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی آراستگی، صفائی اور درستی کے ہیں جبکہ اصطلاحاً یہ لفظ شائستگی، خوش اخلاقی، اہلیت، لیاقت، آدمیت، تربیت، انسانیت اور شرافت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(۸)

انسانوں کے کسی گروہ کا کسی خاص علاقے میں مشترکہ طور پر مخصوص ماحول کے مطابق رسم و رواج اور ضرورتوں کے تحت ایک زبان، لباس، اقدار کے حوالے سے زندگی گزارنا ثقافت کہلاتا ہے۔ جو انسانی محنت کی ہیت و کیفیت یا اس کے علاوہ باقی ذرائع پیدوار کے تعلقات کی نوعیت کے گرد گھومتی ہے۔ یعنی کسی خاص علاقے میں رہنے والے لوگ جو طرزِ زندگی یا رہنے سہنے کا انداز اختیار کرتے ہیں اسے ثقافت کہتے ہیں۔

یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو قوم جتنی پرانی تاریخ کی حامل ہوگی اس کی ثقافت اور تہذیب اتنی ہی ہمہ گیر جامع اور مضبوط ہوگی۔ ثقافت کسی جامد یا ٹھوس شے کا نام نہیں ہے جو وقت کے تبدل کے ساتھ ساتھ خود میں تغیر و تبدل کو جگہ نہ دے سکے۔ ثقافت ایک مسلسل تغیر پذیر ارتقا کا نام ہے اس میں تبدیلیوں کی رونمائی ایک فطری عمل ہے۔ ایک علاقے یا ایک قوم کی ثقافت کے لیے یہ ناممکن نہیں ہوتا کہ وہ دوسری قوم یا علاقے کی ثقافت کا اثر قبول نہ کرے بلکہ دوسرے علاقوں کی ثقافت کا بھی اس پر نمایاں اثر ہوتا ہے۔ فرد کسی قوم کی ثقافت کی بنیادی اکائی ہے اور افراد مل کر اپنے

مقاصد، قدرروں کا تعین کرتے ہیں۔ ثقافت ایک کل ہوتی ہے اور یہ کسی علاقے میں رہنے والے انسانوں کے افعال ارادی کی بدولت پروان چڑھتی ہے اور اس طرح اُن لوگوں کے عقائد رسم ورواج، علوم وفنون، قوانین اور معاشرتی رویے بھی اسے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ماہرین عمرانیات اس بات پر متفق ہیں کہ ثقافت انسانوں کے ایک خاص رویے اور طرزِ عمل کا نام ہے۔اس کا اظہار مختلف طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ایک سماجی گروہ کے ارکان کے طور پر انسانوں کی جو اعلیٰ کارگردگی ہوتی ہے وہ بھی ثقافت کا حصہ ہوتی ہے۔ آرٹ، موسیقی، ادب، فنِ تعمیرات، مجسمہ سازی، فلسفہ، مذہب اور سائنس کو بھی ثقافت کے ایک پہلو کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ تاہم ثقافت میں رسم ورواج، روایات، تہوار وغیرہ بھی شامل ہیں۔

ثقافت کا تعلق کسی فرد واحد کے ساتھ ساتھ پورے طبقے سے ہوتا ہے۔انسان معاشرتی حیوان ہونے کے ساتھ ساتھ ثقافتی جاندار بھی ہے۔ ثقافت کے حوالے سے ڈاکٹر نعیم ورک لکھتے ہیں :

> انسان ثقافتی جاندار ہے۔ ثقافت کی یہ وہ بنیادی خوبی ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز بناتی ہے۔ گروہ کی صورت میں جانور بھی مل جل کر رہتے ہیں۔ مل جل کر وہ بھی خوراک کا انتظام اور رہنے کے لیے ٹھکانے کا بندوبست کر لیتے ہیں۔ان میں کسی نہ کسی سطح کا ابلاغ بھی موجود ہوتا ہے تو پھر کیا ہے جو انسان کو جانوروں سے ممیز کرتا ہے۔وہ علامتی ابلاغ ہے۔ایسا ابلاغ جس میں مظاہر کسی شے کی نمائندگی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہ انسان ہے جو ابلاغ کے لیے علامتیں وضع کرنے پر قادر ہے۔(۹)

ثقافت انسان کی اندرونی وروحانی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ قلبی ودماغی کیفیت سے اس کا تعلق ہوتا ہے اس میں آرٹس، سائنس، موسیقی، رقص اور دوسرے بہت سے عوامل شامل ہوتے ہیں جن کو ثقافتی سرگرمیاں کہا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف تہذیب منظم زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔

انگریزی میں ثقافت کے لیے culture کا لفظ مروج ہے ہے۔ کلچر کی اصل "cult" ہے۔ کلچر کے معنی کاشت کرنا، دیکھ بھال کرنا انسان میں تعلیم وتربیت کے ذریعے بہتری لانا یعنی مکمل طریقہ زندگی ڈاکٹر احسن فاروقی نے کلچر کی وضاحت اس طرح سے کی ہے:

> کلچر لاطینی لفظ کلٹ سے اخذ ہے۔کلٹ ایک محدود قسم کا نظام ہے جو ایک مقام یا علاقہ کا ایک دیوتا مان کر اسے اس سے مختلف قسم کی رسمیں وابستہ کر کے مختلف سماجی، اخلاقی عوامل اور رہن سہن کے اصول متعین کرتا ہے۔(۱۰)

مولانا ظفر علی خان نے سب سے پہلے انگریزی کے لفظ کلچر کو ثقافت کے معنی پہنائے۔ اُن کے بعد یہ لفظ بتدریج رواج پاتا چلا گیا۔اب معاشرے کے مختلف پہلوؤں کے اظہار کے لیے یہی لفظ بولا اور لکھا جاتا ہے۔ انگریزی لفظ کلچر کو سب سے پہلے مولانا ظفر علی خان نے ہی ثقافت کا جامہ پہنایا۔ دنیا میں جتنی بھی قومیں ہیں ہر ایک کا اپنا مخصوص کلچر ہے کیونکہ قوم کے بغیر کوئی قوم کلچر پیدا نہیں ہوتا اور قومی کلچر کے بغیر کوئی قوم نہیں ہوتی۔ گویا ثقافت وہ امتیازی وصف ہے جو ایک قوم کو دوسری قوم وملک سے ممیز اور مختلف کرتی ہے۔ فیض احمد فیض ثقافت کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> کسی بھی معاشرے کے افراد کا طرزِ زندگی جس میں رسم ورواج اور معمولات شامل ہیں ثقافت کہلاتے ہیں۔ ہر قوم کا اپنا ثقافتی تشخص ہوتا ہے۔ یہ انفرادیت اسے دوسری ثقافتوں سے ممتاز کرتی ہے۔(۱۱)

کلچر سے مراد کسی معاشرے کے عادات واطوار اور معاشرتی سطح پر ان عادات واطوار کا مشترکہ رنگ نظر آتا ہے۔

The way of life of my society.(12)

ڈاکٹر جمیل جالبی نے تہذیب اور کلچر کے الگ الگ مفاہیم کو یکجا کر کے ایک لفظ کلچر استعمال کیا ہے۔وہ ثقافت اور تہذیب کے داخلی اور خارجی پہلوؤں کے تعین کے بعد لکھتے ہیں :

> میں نے ثقافت اور تہذیب کے معنی یکجا کر کے ان کے لئے ایک لفظ کلچر کا استعمال کیا ہے جس میں تہذیب اور ثقافت دونوں کے مفاہیم شامل ہیں۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ کلچر ایک ایسا لفظ ہے جو زندگی کی ساری سرگرمیوں خواہ ذہنی ہوں یا جسمانی، خارجی ہوں یا داخلی احاطہ کر لیا ہے۔(۱۳)

کلچر ان تمام خصوصیات کا مرکب ہوتا ہے جو کسی مخصوص قوم، معاشرے یا گروہ کے افراد میں مشترک ہوتی ہیں۔ ہر مرکب ان افراد کے عقائد، اقدار، احساسات، قوانین، آداب، رہن سہن کے طور طریقوں، رسوم و رواج، اصولوں، ظاہری رویوں، آلات، مذہب، تعلیم، جغرافیے، علوم وفنون اور زبان پر مشتمل ہوتا ہے۔کلچر کی اپنی خصوصیات کی بنیاد پر ایک قوم، معاشرے یا گروہ کے افراد اپنی مخصوص پہچان رکھتے ہیں۔اس طرح سماج مجموعہ ہے ان افراد کا جو مشترکہ کلچر رکھتے ہیں۔ سماج اور کلچر ایک دوسرے کے ساتھ نہایت پیچیدگی سے جڑے ہوتے ہیں۔ڈاکٹر وزیر آغا علوم و فنون اور رسم ورواج کے ساتھ طبعی حالات کو بھی خطہ کے کلچر کی تشکیل کا حصہ سمجھتے ہیں:

> کلچر تو ایک خاص خطہ زمین میں موجود مختلف عناصر کی آمیزش اور آویزش سے خود بخود ایک خاص رنگ اختیار کرتا ہے ان عناصر میں ہوا، پانی، موسم، زمین کی خاصیت اور خون زیر اگروپ پر سب چیزیں شامل ہوتی ہیں۔(۱۴)

عطش درانی لفظ تہذیب، تمدن، ثقافت اور کلچر کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان تینوں لفظوں میں معنی کے لحاظ سے نہایت باریک فرق ہے۔ہر وہ کام جو سیکھ کر انجام دیا جائے خواہ یہ سیکھنا اپنی سوچ پر مبنی ہو یا مشاہدہ کائنات سے ہو ثقافت کہلاتا ہے اور یہ ثقافت کہلانے والی چند عقائد، سماجی معیار، تعلیم وادب، تجربہ طبعی حالات وضروریات، فکر واحساس اور ایجاد تخلیق سے مسلسل متاثر ہوتی رہتی ہے اور اپنے رخ بدلتی رہتی ہے۔جب کہ تہذیب سے عام طور پر سلیقہ ادب، تعلیم رکھ رکھاؤ مراد لیا جاتا ہے، گویا تہذیب کا خاص جذب سلیقہ مندی اور خوش اسلوبی ہے۔تمدن تہذیب کی ایک شاخ ہے۔یہ لفظ مدینہ سے نکلا ہے جس کے معنی شہر کے اور مل جل کر رہنے کے ہیں، تمدن کو بہر صورت شہروں کے حوالے سے پہچاننا ضروری ہے تہذیب کے رخ سے سے ہم ایجادات واختراعات اور تخلیقات کا جائزہ لیتے ہیں، جبکہ تمدن کے رُخ سے ان اصولوں کی بات ہوتی ہے جو شہری زندگی میں جاری وساری ہوئے ہے جبکہ ثقافت کا دائرہ تو بہت وسیع ہے۔(۱۵)

تہذیب، ثقافت اور کلچر کے اعلیٰ مظاہر اُس معاشرے یا طبقے یا قوم کے طرزِ فکر، اخلاق، زبان رہن سہن، فنِ تعمیر، روایات، لباس طرزِ حیات حتیٰ کے اس کے مذہبی عقائد تک میں نظر آتے ہیں یہ وہ بنیادی خصوصیات ہیں جو کسی قوم یا معاشرے کی پہچان بن کر اُبھرتی ہیں۔ہم کسی قوم کے مجموعی یا علاقائی طرزِ زندگی کو کلچر کا نام دے سکتے ہیں۔ جس میں اس قوم کے ذہنی اعمال اور معاشرت دونوں کا داخلی اور خارجی سطح کا اظہار شامل ہو۔تجمل حسین کلچر کو وہ مشترک خصوصیات قرار دیتے ہیں جس کی وجہ سے ایک معاشرے کے لوگ دوسرے معاشرے سے الگ اور ممیز ہوتے ہیں:

> کلچر وہ مشترک خصوصیات ہیں جن سے کسی معاشرے کے افراد پہچانے جانے کے علاوہ کسی دوسرے معاشرے کے افراد سے مختلف بھی دکھائی دیتے ہیں۔کلچر ایک ایسا مرقع ہے جس میں مذہب وعقائد، علوم

وفنون، معاملات و معاشرت، رسوم و رواج اور ایسی تمام باتیں شامل ہیں جو روزمرہ زندگی کو ایک خاص رنگ دیتی ہیں۔(۱۶)

تہذیب اور ثقافت کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا یہ ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں کیوں کہ تہذیب یعنی معاشرہ اور ثقافت یعنی افکار و نظریات اور نظامِ زندگی سے جڑے ہیں۔ ثقافت کو عام طور پر آثار قدیمہ کی اشیاء کے نقش و نگار تاریخی عمارتوں کے طرزِ تعمیر، مورتیوں، قدیم تہذیب کے سکّوں، برتنوں، تصویروں کے طور پر جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مصوری، رقص، آرٹ اور ہاتھ کی دستکاریاں ثقافت میں شامل ہیں۔ مندرجہ بالا بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ کہ تہذیب و ثقافت زندگی سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ یہ داخلی اقدار کا نام ہے اور ظاہری طور پر طریقِ زندگی کا بھی۔ ثقافت کسی بھی معاشرے کے لیے روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ اخلاقی و معاشرتی رسوم، علوم وفنون، عقائد و افکار کے مجموعے کو ثقافت خیال کیا جاتا ہے۔ علاقے کے مکینوں کا رہن سہن، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، لوگوں سے میل ملاپ، اندازِ گفتگو، موسم، کھیلیں، شادی بیاہ اور دیگر رسومات بھی ثقافت میں شمار ہوتی ہیں۔

ثقافت معاشرے کو متاثر کرتی ہے۔ یہ دراصل حقیقی معنوں میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں انسانی رویوں کی کہانی ہے اور یہ رویے چند بنیادی اقدار سے تشکیل پاتے ہیں۔ ثقافت کو مظاہر کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: ۱۔ مادی، ۲۔ غیر مادی۔

مادی حصہ: ثقافتی مظاہر کا مادی حصہ ان تمام اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے جو حواس سے محسوس کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً آلات و اوزار، گھریلو استعمال کی اشیاء، ذرائع نقل و حمل، مشینری وغیرہ

غیر مادی: غیر مادی حصے میں روایات، آداب، معاشرت، میل جول کے رویئے، لوک ریت، فنون اور رسوم رواج کو شامل کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ انسانی ضروریات کا تعلق یا تو اس کی طبعی ضرورتوں سے ہوتا ہے۔ یا پھر اس کی نفسی اور روحانی تسکین سے ہوتا ہے۔ اور یہی دو باتیں مظاہر ثقافت کے پھیلاؤ کا سبب بنتی ہیں۔ مثلا طبعی ضرورتوں سے متعلق خواہشات صنعتی، تجارتی اور زرعی توسیع کی طرف لے جاتی ہیں اور مادی مظاہر ثقافت کے فروغ کا جواز مہیا کرتی ہیں۔ دوسری طرف نفسی اور روحانی تسکین کی خواہش غیر مادی یعنی فکری اور جمالیاتی مظاہر کا سبب بنتی ہیں۔(۱۷)

تخلیقی فکر تہذیبی و ثقافتی رفعت کی پہلی سیڑھی ہے۔ وہ قومیں مہذب ہوتی ہے جن کے ادیب تخلیقی فکر کے حامل ہوتے ہیں۔ ادب اور فن تہذیب و ثقافت کے تشکیلی عناصر میں اہمیت کے حامل ہیں۔ ثقافت بھی تہذیب کا عنصر ہے۔ انسان کی اپنی زمین کے ساتھ وابستگی، محبت اور جڑت اپنی زمین کو نہ چھوڑنا یہی ثقافت ہے۔ مختلف قسم کے تہوار مثلاً بیساکھی، دیوالی، ہولی، دوسہرا، نوروز، ایسٹر مسلمانوں کے تہواروں میں، عید میلادالنبی، شب برات، عیدین، شامل ہیں ایک ہی تہذایب کے اندر کئی مذاہب سموئے ہوتے ہیں جن میں عرب تہذیب میں یہودیت، عیسائیت، بت پرستی اور مذہب اسلام شامل ہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی عمارات میں مسجد، دربار اور مزار شامل ہیں جبکہ ہندوؤں کے ہاں مندر، میں پوجا پاٹ اور بھجن گائے جاتے ہیں۔ عیسائیت میں گرجا گر سکھوں کے مذہب میں گوردوارہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کھیل تماشے اور تہوار ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں آج بھی میلے سجتے ہیں۔ جیسے عرب میں عکاظ کا میلہ، لاہور میں داتا گنج بخش علی ہجویری کا

عرس، شہزاز قلندر اور اجمیر شریف کے میلے وغیرہ آج بھی سجتے ہیں۔ کھیلیں بھی ہماری ثقافت کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جن میں کرکٹ، ہاکی، اولمپک، فٹ بال وغیرہ شامل ہیں۔ فنون لطیفہ، مجسمہ سازی، فن معماری وسنگ تراشی اور مصوری تہذیب کا ایک فعال اور جاندار عنصر ہے۔ تاج محل سے لے کر الحمرا تک قدیم قلعوں اور معبوں، مقبروں سے مندر تک تمام عمارتیں تہذیبوں کی سطوت وشوکت کے نشان ہیں۔ ثقافت کے عناصر میں زبان کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔

زبان ثقافت کا ایک اہم جزو ہے۔ کسی کلچر کی تشکیل اور اس کی بقامیں اس ثقافتی گروہ کی زبان بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہر زبان اپنا ایک مخصوص ثقافتی ورثہ رکھتی ہے یعنی زبان اپنے بولنے والوں کے لیے ایک خاص کلچر کی نمائندگی کرتی ہے۔ کسی بھی معاشرت کے ثقافتی سرمائے کی سب سے بڑی محافظ زبان ہوتی ہے۔ رضا الرحمن عاکف تہذیب وثقافت میں زبان کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں :

> زبان کا تہذیب وثقافت سے صرف رشتہ ہی نہیں بلکہ اس کا دارومدار ہی اس پر ہوا کرتا ہے۔ یعنی جس قوم کی تہذیب وثقافت جتنی زیادہ مضبوط ہوگی اس کی زبان بھی اتنی مقبول ہوگی۔ کیوں کے تہذیب کا انحصار زبان پر ہی ہوا کرتا ہے۔ زبان کے معیار پر ہی تو اس کا لٹریچر عالم وجود میں آیا کرتا ہے۔ جس سے قوموں کے معیاحیات، انداز، گفتگو، طرزِ بودوباش، رہن سہن اور حیاتِ انسانی کے جملہ گوشوں کی نشونما پر اثر پڑتا ہے اور معاشرہ استوار ہوتا ہے۔ جو تہذیب وثقافت کی اساس ہوا کرتی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان کا تہذیب وثقافت سے گہرا تعلق ہے اور زبان سے ہی تہذیب وثقافت جلا پاتی ہے۔(۱۸)

قومی ثقافت کی تشکیل میں ادیب سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ زبان کسی معاشرہ کی ذہنی ترقی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس لیے جب تک زبان میں علمی و ادبی و فلسفیانہ موضوعات نہیں آئیں گے اس وقت تک معاشرہ کا ذہنی شعور محدود رہے گا۔ جدید قوم پرستی کی ترقی کے لیے زبان، تہذیب اور ادب نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ جب کوئی تہذیب مشترکہ ہوتی ہے تو ان کے درمیان ابلاغی رابطہ نہایت آسانی کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کے خیالات واحساسات سے آسانی سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ جس سے ان کے درمیان شعور اور فہم وادراک پیدا ہوتا ہے۔ ندیم احمد ندیم تہذیب و ثقافت میں زبان کی ضرورت واہمیت کے متعلق اپنے ایک مضمون ''اردو اور پنجابی ایک تہذیبی ولسانی مطالعہ'' میں لکھتے ہیں:

> کوئی بھی زبان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک اس میں تہذیبی عناصر کی شیرینی شامل نہ ہو جائے کیوں کے تہذیب وتمدن ہی وہ چراغ ہے جو کسی زبان کو فصاحت وبلاغت کی معراج تک پہنچانے میں کلیدی رول ادا کرتا ہے۔ اس لیے کسی بھی زبان کو جانچنے پرکھنے کے لیے صرف ونحو کے ساتھ ساتھ تہذیب و ثقافت کا مطالعہ بھی از حد ضروری ہے۔(۱۹)

زبان اور تہذیب وثقافت ایک علاقے اور قوم کی پہچان ہے۔ ایک قوم اس وقت تک قوم نہیں کہلاتی جب تک اس کی زبان اور ثقافت دوسری قوم سے الگ نہ ہوں ایک قوم کو ان کی زبان اور کلچر ورثے میں ملتا ہے۔ زبان اور ثقافت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ ثقافت کا تعلق ایک علاقے کے لوگوں کی بودوباش اور زندگی گزارنے کے طور طریقوں سے ہے تو زبان اس مخصوص علاقے کے لوگوں کے لیے اظہار کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ثقافت اور زبانوں کو قوموں کے درمیان مشترکہ میراث قرار دیا جاتا ہے۔ زبان کسی قوم کی شناخت کا سبب بنتی ہے اور اُسے دوسری قوموں سے ممتاز کرتی

ہے۔ قومی زبان مختلف نسلوں، قبیلوں اور علاقوں کے رہنے والے افراد کو ایک ڈوری میں پروتی ہے۔

زبان اور تہذیب کی ترقی زمانے کے ساتھ چلتی ہے وہ معاشرے سے اثر لے کر زندہ رہتی ہے اگر زبان اپنے معاشرے سے اثر لینا چھوڑ دے وہ منجمد ہو کر اپنا وجود کھو دیتی ہے۔ زبان لفظوں کا مجموعہ نہیں بلکہ اظہار کے ساتھ ساتھ ایک قوم کے خیالات و تصورات کی ترجمان بھی ہے۔ اگر زبان معاشرے کے ساتھ ربط میں نہ رہے تو زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر عزیز احمد کہتے ہیں کہ اپنی زبان و ثقافت سے وابستگی سب کو عزیز ہوتی ہے اور ہر شخص بقدر حیثیت و مرتبہ اس سلسلے میں سر گرمی پر آمادہ رہتا ہے۔ یہ جذبہ قدیم سے ہے اور انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں اس کے آثار متواتر ہیں۔ زندہ قومیں ہمیشہ اپنی زبان و ثقافت کو اولیت دیتی اور اس کی ترقی و ترویج کے لیے کوشاں رہتی ہیں۔ اپنے ان معنوں میں یہ ایک مثبت اور مفید سماجی عمل ہے۔ تاہم اس مثبت سماجی سر گرمی میں اس وقت منفعیت کا پہلو بھی در آتا ہے۔ جب حدود و قیود سے مبرا ہو جائے۔ اپنی انفرادیت پر غیر ضروری فخر اپنے امتیازات کا جا بجا اظہار اور اپنے آپ کو منوانے کی غیر معقول کوششیں اس منفعیت کی ابتدائی اور سامراجیت اور جارحیت اس کی انتہائی صورتیں ہیں۔ (۲۰)

ثقافت اور معاشرتی اقدار کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ثقافت معاشرتی اقدار کے تعین اور مقام کو پرکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ معاشرہ کی اخلاقی اقدار کسی بھی ملک و قوم کے لیے انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ معاشرہ کی وہ بنیاد ہوتی ہیں جس میں ممالک اور اقوام کی خوش حالی اور فلاح و بہبود کا راز مضمر ہوتا ہے۔ بنیاد درست ہو تو معاشرہ بھی اچھا ہو گا اور خوش حالی اور فلاح و بہبود اُس معاشرے کی نصیب ہو گئی۔ اس کے برعکس جب اخلاقی اقدار کمزور ہوں گی تو معاشرہ بگاڑ اور زوال کا شکار ہو جائے گا۔ کسی بھی ملک کے لوگوں کی ثقافت اور اقدار کسی بھی ملک کے لوگوں کی ثقافت اور اقدار ان کے عقیدہ تاریخ زبان اور ماحول کی عکاسی کرتی ہیں۔ ثقافتی انداز کسی بھی ملک کے بھرپور ثقافتی ورثے کے اور اقدار کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اقدار کے کئی اہم عناصر ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سی رسمی عادات اور رویے شامل ہوتے ہیں۔ دوسرا اس میں لوگوں کی اجتماعی اور معاشرتی نوعیت جھلکتی ہے اور معاشرے میں رہنے والے وگوں کو شناخت بخشتی ہے۔ رسوم و اقدار وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں مگر اُن کی جڑیں اور ان کا جوہر ایک ہی رہتا ہے۔ یہ کسی بھی مخصوص ثقافت کی قدر اور طاقت کو محفوظ رکھنے کے لیے اہم ہے۔ پاکستان کی ثقافت ہندوستان، مشرقی وسطی اور وسطی اشیا سے متاثر ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں ثقافت ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے۔ اسلام نے لوگوں کی ثقافتی زندگیوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کے لوگوں کی اکثریت اسلام اور اسلامی اقدار کی پیروی کرتی ہے۔ تاہم اس کے ساتھ کچھ مقامی اور غیر ملکی اقدار بھی پاکستانی ثقافت اور ہماری روزمرہ زندگیوں کا حصہ بن گئی ہے ان کی رسومات پاکستان کے مختلف حصوں میں ادا کی جاتی ہیں۔ پاکستان کے لوگ عام طور پر اقلیتوں کی اقدار کا احترام کرتے ہیں اور ان کے تہواروں میں مداخلت نہیں کرتے۔ کسی بھی قوم کی ثقافت کے لیے ضروری ہے کہ ایسی اقدار قائم ہو جس کا تعلق عقیدہ، فکر، طرزِ زندگی اور زندگی کے مقصد کے تعین کے ساتھ ہو، اس طرح ثقافت روحانی، نفسیاتی اور معاشرتی اثاثہ قرار پاتی ہے۔ اگر ثقافت مضبوط معاشرتی اقدار کو جنم نہ دے یا وہ اپنی اساس کے لحاظ سے مستقبل اور آفاقی اُصولوں سے محروم ہو تو ایسی ثقافت کھوکھلی اور ادھوری ثقافت قرار پاتی ہے۔ اقدار ہی وہ معیار ہیں جو معاشرے کو مضبوط بناتی ہیں اور اسے زندہ رکھتی ہیں۔

کسی بھی قوم یا معاشرہ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رسم ورواج بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔کوئی بھی قوم یا معاشرہ ایسا نہیں جو رسم ورواج کے بغیر زندگی گزار رہا ہو۔رسم ورواج کے معنی طور طریقے، ریت، چلن یا دستور کے ہیں۔ معاشرے میں مشترکہ طور پر کیے جانے والے اعمال جو علاقے، تہذیب اور مذہب سے منسلک ہوں رسم ورواج کہلاتے ہیں۔انسانی معاشرے میں رسم ورواج کی ابتدا اس وقت ہوئی جب انسانوں نے گروہ کی صورت میں سماجی زندگی کی بنیاد رکھی اور زندگی گزارنے کے لیے مشترکہ اصولوں کی بنیادی رکھی۔جن میں ایک دوسرے کی خوشیوں میں شریک ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے غم بانٹنے، مشکل میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے وغیرہ ہیں۔ رسم ورواج ایسی چیزیں ہیں جو صدیوں کے عمل کے بعد ایک معاشرے میں جگہ بناتی ہیں اور ان کی بنا پر معاشرے کا ایک مخصوص مزاج تعمیر پاتا ہے۔سماج میں ممنوعات ایسی باتیں ہیں جن کے بارے میں معاشرہ کھلے عام کسی بھی قسم کا عمل بالکل برداشت نہیں کرتا بلکہ اپنے ممنوعات کے کرنے پر معاشرہ متعلقہ فرد کو سزا دینے کی کوشش بھی کرتا ہے۔

کسی بھی معاشرے کو تہذیب یافتہ بنانے میں اُس معاشرے کے تخلیقی ادب کا بڑا حصہ ہے۔کوئی بھی تہذیب و ثقافت انسان کی ذہنی، سماجی، مادی، اخلاق اور روحانی کیفیات کی ترجمانی کرتی ہے۔کسی بھی تہذیب و ثقافت کا اندازہ اُس ملک یا خطے میں بسنے والے لوگوں کی روایات، مذہب، زبان، خیالات، قانون اور رسم ورواج سے لگایا جاتا ہے ایک اچھا ادیب اُسی وقت اپنی تخلیق کو کامیاب بنا سکتا ہے جب وہ اُس معاشرے کی تہذیب و ثقافت کو پورے طور پر سمجھ کر اُس کی عکاسی کرے۔کسی بھی زبان کا ادبی سرمایہ اُس کی تہذیب کی پہچان ٹھہرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

1. Encyclopedia of Britannica, 15th Edition, USA 1982, Vol:4, p.65710 , June 2019, 4:00pm

۲۔ احسن اختر ملک، تہذیب و تحقیق (لاہور: یونیورسل بکس، ۱۹۸۵ء)، ۲۰۰۔

۳۔ جمیل جالبی، پاکستانی کلچر (کراچی: مشتاق بک ڈپو، ۱۹۶۴ء)، ۴۱۔

۴۔ ڈیورانٹ، ول (مترجم): تنویر جہاں، انسانی تہذیب کا ارتقاء (لاہور: فکشن ہاؤس، س ن)، ۱۱ تا ۲۸۔

۵۔ سید عبد الباری، لکھنو کے شعر و ادب کا معاشرتی و ثقافتی پس منظر (اتر پردیش: سلطان پور، ۱۹۸۷)، ۱۹۔

۶۔ اشفاق احمد، عرضِ مصنف (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء)، ۱۰۳۔

۷۔ جمیل جالبی، پاکستانی کلچر، ۴۳۔

۸۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگِ آصفیہ، جلد چہارم طبع دوم (لاہور: مکتبہِ حسن سہیل لمیٹڈ: ۱۹۷۴ء)، ۶۴۴۔

۹۔ نعیم ورک، اردو ناول کا ثقافتی مطالعہ (لاہور: کتاب محل، ۲۰۱۸ء)، ۴۔

۱۰۔ محمد احسن فاروقی، مضمون "کلچر۔ایک ارتقا" مشمولہ کلچر منتخب تنقیدی مضامین، مرتبہ اشتیاق احمد (لاہور: بیت الحکمت۔۱۹۹۵ء)، ۱۷۲، ۱۷۱۔

۱۱۔ فیض احمد فیض،ہماری قومی ثقافت (کراچی: پرنٹنگ پریس محل ناظم آباد،۱۹۷۶ء)، ص ۲۷

12. Ralph Linton, The cultural Background of personality, New York, Appleton

۱۳۔ جمیل جالبی، پاکستانی کلچر، ۴۲۔

۱۴۔ وزیر آغا، دائرے اور لکریں (لاہور: مکتبہ فکر وخیال، ۱۹۸۶ء)، ۶۲۔

۱۵۔ بحوالہ معید الظفر، تہذیبی تصادم اور فکرِ اقبال (سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ یونیورسٹی آف کشمیر، ۲۰۰۴ء)، ۹۔

۱۶۔ تجمل حسین ہاشمی، ہمارا معاشرہ (لاہور: ابلاغ پبلشرز، ۲۰۰۱ء)، ۳۱۔

۱۷۔ فاروق عثمان، اُردو ناول میں مسلم ثقافت (ملتان: بیکن بکس، ص ۲۰۰۲ء)، ۲۶۔

۱۸۔ رضا الرحمن عاکف، ”اردو کی خوشبوؤں سے معطر جہان ہے“ (مضمون) مشمولہ اردو دنیا (ماہنامہ) ستمبر ۲۰۱۹ء)، ۴۳۔

۱۹۔ ندیم احمد ندیم، اردو اور پنجابی ایک تہذیبی ولسانی مطالعہ “مشمولہ اردو دنیا (ماہنامہ)، اکتوبر ۲۰۱۹ء)، ۵۲۔

۲۰۔ عزیز احمد خان، اداریہ، تخلیق ب شمارہ ۸۔ (اسلام آباد: نمل یونیورسٹی)۔

References

1. Encyclopedia of Britannica, 15th Edition, USA 1982, Vol:4, p.65710 , June 2019, 4:00 pm
2. Ahsan Akhtar Malik, *Tehzeeb o Tehqeeq*, Lahore: Universal Books, 1985, P 200
3. Jameel Jalbi, *Pakistani Culture*, Karachi, Mushtaq book depot, 1964, P 41
4. Durant, Will, Mutarjam, Tanveer Jahan, Insani Tehzeeb ka Irtaqa, Lahore: Fiction House, Seen Noon, P 11 to 28
5. Syed Abdul Baari, *Lakhnow ky Sher o Adab ka Muasharti o Saqafti Pas e Manzer,* Utar Pardesh: Sultan Book Depot, 1987, P 19
6. Ishfaq Ahmad, *Arz e Sinf,* Lahore, Sang e Meel Publications, 2006, P 103
7. Jameel Jalbi, *Pakistani Culture*, P 43
8. Syed Ahmad Dehlvi, *Farhang-e-Asifiya*, Volume IV, 2nd Edition, Lahore: Maktaba Hassan Sohail Ltd, 1974, P 244.
9. Naeem Virk, *Urdu Novel ka Saqafati Mutala‘a* Lahore: Kitab Mahal, 2018, P 4
10. M. Ahsan Farooqi, “Culture – Ek Irtiqa,” Mashmoola *Culture Muntakhab Tanqeedi Mazameen*, Murattabah Ishtiaq Ahmad, Lahore, Bait-ul-Hikmat, 1995, P 171–172.
11. Faiz Ahmad Faiz, *Hamari Qaumi Saqafat* , Karachi Printing Press Mahal Nazimabad, 1976, P 27.
12. Ralph Linton, The Cultural Background of Personality, New York, Appleton
13. Jameel Jalbi, *Pakistani Culture*, P 42.
14. Wazir Agha, *Dairey aur Lakeerein*, Lahore, Maktaba Fikr-o-Khayal, 1986, p. 62.

15. Ba-Hawala Moeed-ul-Zafar, *Tehzeebi Tasadum aur Fikr-e-Iqbal* , Srinagar, Iqbal Institute, University of Kashmir, 2004, P 9.
16. Tajammul Hussain Hashmi, *Hamara Muashra*, Lahore, Iblagh Publishers, 2001, P 31
17. Farooq Usman, *Urdu Novel Mein Muslim Saqafat* , Multan, Beacon Books, 2002, P 26.
18. Raza-ur-Rahman Akif, “Urdu ki Khushbuon se Muattar Jahan Hai” Mazmoon, Mashmoola *Urdu Duniya*, Mahnama, September 2019, P 43.
19. Nadeem Ahmad Nadeem, Urdu aur Punjabi Ek Tehzeebi o Lisani Mutala‘a, Mashmoola *Urdu Duniya,* Mahnama, October 2019, P 52.
20. Aziz Ahmad Khan, “Idariya,” Takhleeq, Shumara No. 8, Islamabad, NAMAL University

❖❖❖